تاریخ اسلام:

ہجرت کے چوتھے سال کے حوادث:

پیغمبر اکرمؐ کی ہجرت کا چوتھا سال

از: آیت اللہ جعفر سبحانی

۱۔ الکوہلی مشروبات کی تحریم:

شراب اور مجموعی اعتبار سے ''مسکرات'' یعنی نشہ آور اشیاء کو انسانی سماج کے لئے ہمیشہ سے نہایت مہلک اور تباہ کن بلاؤں میں شمار کیا جاتا رہا ہے اور اس قاتل ومہلک زہر کی مذمت میں صرف اتنا عرض کردینا کافی ہے کہ یہ انسان کے عقل پر حملہ آور ہوتی ہے جو اس کا سب سے بڑا سرمایہ ہی نہیں بلکہ جس کی وجہ سے اس کو دنیا کی تمام مخلوقات پر امتیاز حاصل ہے۔ جی ہاں! یہ عقل وخرد ہی تو ہے جو انسانی سعادت کی ضمانت فراہم کرتی ہے اور انسان کو جملہ مخلوقات سے الگ اور صاحب امتیاز ونمایاں حیثیت عطا کرتی ہے اور وہ اپنی فکری صلاحیت سے تمام مخلوقات پر عظمت وفضیلت حاصل کرلیتا ہے اور ''الکوہلی'' کو عقل وخرد کا جانی دشمن شمار کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے الکوہلی مشروبات کے استعمال پر مکمل پابندی جملہ پیغمبران الٰہی کا اہم منصوبہ رہا ہے اور اسی وجہ سے تمام آسمانی شریعتوں میں شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے۔[1]

عربستان جیسے وسیع علاقہ وجزیرہ نما میں شراب خوری ایک عام معصیت اور ہر جگہ پھیلی ہوئی خوفناک بیماری کی شکل اختیار کرچکی تھی اور اس بیماری کی روک تھام اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک طویل مدت درکار تھی۔ محدود وسائل وامکانات اور عمومی عرب حالات بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ کسی مقدمہ کے بغیر ہی شراب کی تحریم کا اعلان

کردیتے بلکہ ایک ماہر طبیب کی طرح وہ اس بات کے لئے مجبور تھے کہ اس اعلان سے قبل معاشرہ کے مزاج کو پوری طرح آمادہ کرلیں تاکہ اس بیماری کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جاسکے اور اسلامی معاشرہ کو اس مصیبت سے مکمل نجات دلائی جاسکے۔

شاید یہی وجہ ہے کہ شراب سے نفرت و بیزاری کے اظہار کے سلسلے میں نازل ہونے والی چاروں آیات ایک جیسی نہیں ہیں بلکہ ابتدائی مرحلہ سے ان کا آغاز ہوتا ہے اور آخر میں اس کے مکمل حرام ہونے کا اعلان کردیا جاتا ہے۔

ان آیات کے سلسلے میں مکمل غوروفکر کے ذریعہ ہی ہم لوگوں کو پیغمبرؐ خدا کی تبلیغی راہ وروش کا اندازہ ہوسکتا ہے بلکہ بہتر تو یہ ہوگا کہ ہمارے عظیم الشان مقررین اور مصنفین بھی سماجی خرابیوں کا مقابلہ کرتے وقت اسی راہ روش کی پیروی کیا کریں۔

ایک نامناسب کردار سے مقابلہ کرنے کی بنیادی شرط یہ ہوا کرتی ہے کہ ابتدائی مرحلہ میں معاشرہ میں زندگی بسر کرنے والے لوگوں کو فکری اعتبار سے اس میں موجود نقصانات اور مفاسد کی طرف متوجہ کردیا جائے۔ جب تک معاشرہ میں ذہنی آمادگی اور روشن ضمیری موجود نہ ہو معاشرہ کے کسی نامناسب کردار یا فساد کے خلاف ایسی اصولی جدوجہد ممکن ہی نہیں ہے جس کو خود عوام جامۂ عمل پہنانے کی ضمانت دے رہے ہوں۔

اسی وجہ سے قرآن مجید ابتدائی مرحلہ میں ایک ایسے معاشرہ میں جہاں شراب خوری انسانی زندگی کا اٹوٹ حصہ بن چکی تھی، خرما اور انگور جیسے ''عمدہ رزق'' سے شراب تیار کرنے کو کفران نعمت سے تعبیر کرتے ہوئے لوگوں کے خوابیدہ ذہنوں کو جھنجوڑ دیتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔ ''ومن ثمرات النخیل والا عناب تتخذون منه سکراو رزقا حسنا'' یعنی اے لوگو! تم خرما اور انگور سے نشہ آور اور مست کردینے والا مشروب بھی آمادہ کرتے ہو اور عمدہ رزق بھی حاصل کرتے ہو''۔ دوسری عبارت میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن نے پہلی بار ان لوگوں کے کان تک یہ بات پہونچادی کہ خدا وند عالم کی ان نعمتوں سے

شراب تیار کرنا عمدہ رزق کی حیثیت سے ان کا استعمال ہرگز نہیں ہے بلکہ بہتر اور رزق احسن' کی حیثیت سے اس کا استعمال اسی وقت ممکن ہے ہم انہیں خرما اور انگور کی شکل میں ہی استعمال کریں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید کی اس آیہ کریمہ نے نہ صرف یہ کہ ان لوگوں کو فکری طور پر پوری طرح جھنجوڑ دیا بلکہ ان کے فاسد وآلودہ ذہن میں اتنی لچک بھی پیدا کر دی کہ وہ پیغمبر کے قدرے شدید ترلب ولہجہ کو برداشت کرسکیں اور پیغمبر دوسری آیہ کریمہ کے ذریعہ اس حقیقت کا اعلان کرسکیں کہ شراب خوری اور قمار بازی میں موجود معمولی مادی فائدہ ان سے پہونچنے والے بھاری نقصانات کے مقابلے میں کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ وہ درج ذیل آیت میں اس حقیقت کی طرف یوں اشارہ کرتے ہیں۔

"یسئلونک عن الخمر ... نفعھما" [۷] یعنی یہ لوگ شراب اور قمار کے علم کے سلسلے میں تم سے سوال کررہے ہیں تو تم ان لوگوں کو یہ جواب دیدو کہ اگر قمار اور شراب میں معمولی مادی فائدہ ضرور ہے لیکن ان میں نقصان اور گناہ بہت زیادہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نفع ونقصان کے درمیان مقابلے کی صورت میں اگر نقصان فائدہ پر بھاری ہو تو عقلمند آدمی میں ایسی چیز سے نفرت پیدا ہوجاتی ہے لیکن عوام الناس کو جب تک واضح انداز میں روکا نہ جائے ان پر ایسے انداز بیان میں کا کوئی خاص اثر مرتب نہیں ہوتا اور وہ اپنے نامناسب عمل سے علیحدگی نہیں اختیار کرتے۔

یہاں تک کہ مذکورہ آیت نازل ہوچکی تھی اور "عبد الرحمان عوف" نے ایک دعوت کا اہتمام کیا اور دسترخوان پر شراب بھی پیش کی۔ دعوت میں موجود لوگ شراب نوشی کے بعد نماز کے لئے صف بستہ ہوگئے۔ ان میں سے ایک نے حالت نماز میں آیت کی ایسی غلط تلاوت کی کہ اس کا مفہوم ہی الٹ گیا۔ یعنی "لا اعبد ماتعبدون۔" یعنی اے مشرکو! میں تمہارے بتوں کی پرستش نہیں کرتا ہوں کے بجائے یہ پڑھ دیا۔ "اعبد ماتعبدون۔" جس کا مطلب

مطلوبہ مفہوم کے برعکس ہے۔

ان حالات وحوادث نے لوگوں کے ذہن کو اس بات کے لئے آمادہ کردیا کہ معاشرہ میں ایسے حالات پیدا ہوجائیں کہ مخصوص حالات میں شراب نوشی پر پابندی لگادی جائے۔ چنانچہ ماحول سازگار ہوتے ہی واضح لفظوں میں یہ اعلان کردیا گیا کہ کسی مرد مسلمان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ شراب نوشی کی حالت میں نماز ادا کرے۔خداوند عالم نے درج ذیل آیت میں اس شرعی حکم کا باقاعدہ اعلان کردیا۔

"لاتقربوا الصلوۃ وانتم سکارٰی حتیٰ تعلموا ماتقولون۔"[۱] یعنی نشہ اور مستی کی حالت میں نماز مت پڑھو تا کہ تم یہ جان لو کہ کیا کہہ رہے ہو؟

اس آیہ کریمہ کا اتنا زیادہ اثر ہوا کہ کچھ لوگوں نے شراب کو ہمیشہ کے لئے ترک کردیا۔ ان لوگوں کی منطق یہ تھی کہ جو چیز تمہاری نماز کو نقصان پہونچاتی ہے اس کو ہمیشہ کے لئے ترک کردینا چاہئے۔ یہاں تک کہ "انصار" میں سے ایک شخص نے ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں شریک ہونے والے لوگوں نے شراب پی کر آپس میں اتنا زبردست جھگڑا کیا کہ ایک دوسرے کا ہاتھ وپیر توڑ ڈالا اور اس کے بعد شکایت لے کر خدمت رسول میں حاضر ہوگئے خلیفہ دوم اس وقت تک شراب برابر استعمال کیا کرتے تھے کیونکہ ان کا استدلال یہ تھا کہ گذشتہ آیات میں شراب کو قطعی طور پر حرام قرار نہیں دیا گیا۔ انہوں نے بارگاہ خداوندی میں دست دعا بلند کرتے ہوئے فرمایا۔" اللھم بین لنا بیانا شافیا فی الخمر۔"یعنی اے خدا! شراب نوشی کے سلسلے میں ہم لوگوں کے لئے واضح اور تسلی بخش حکم نازل کردے۔

کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اس قسم کے ناپسندیدہ حوادث نے معاشرہ کو ذہنی طور پر شراب خوری کی مکمل تحریم کے سلسلے میں پوری طرح آمادہ کردیا چنانچہ کچھ ہی دنوں بعد شراب کی حرمت کے سلسلے میں یہ حکم خداندی نازل ہوا۔

"یاایھاالذین آمنوا انما الخمر... لعلکم تفلحون۔"[۲]

یعنی اے ایمان والو! شراب، جوا، بت اور پانسہ یہ سب گندے شیطانی اعمال ہیں لہذا ان سے پرہیز کرو تا کہ کامیابی حاصل کرسکو۔

اس فصیح وبلیغ وتاکیدی اور الٰہی حکم نازل ہونے کے بعد ان لوگوں نے بھی شراب نوشی ترک کردی جو واضح حکم ممنوعیت کے نہ ہونے کی وجہ سے شراب پی لیا کرتے تھے۔ سنی اور شیعہ کتابوں میں منقول ہے کہ خلیفہ دوم نے مذکورہ آیت کو سننے کے بعد یہ فرمایا۔ ''انتھینا یارب'' اے خدا میں اسی وقت اپنی دوری وعلیحدگی کا اعلان کرتا ہوں۔''[۷]

خلیفہ دوم تین آیات کے نازل ہونے کے بعد بھی مطمئن نہیں ہوئے اور شراب نوشی کی مکمل تحریم کے سلسلے میں واضح اور کافی حکم کی آمد کا انتظار کرتے رہے اور آخر کار شراب کی تحریم کے سلسلے میں نازل شدہ چوتھی اور بالکل واضح آیت کے نزول نے انہیں بالکل مطمئن کردیا۔ اس سلسلے میں حکم خداوندی یہ تھا۔ ''رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔'' لیکن ہمارے دور کے مغربی تہذیب وتمدن کے متوالے تو ان آیات کو غیر اطمینان بخش قرار دیتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ ''شراب کی تحریم کے سلسلے میں لفظ ''حرام'' یا ''حرم'' کا استعمال لازمی تھا ورنہ دوسرے کسی لفظ سے شراب کی حرمت کا پتہ نہیں چلتا ہے۔

نفسانی خواہشات کے چنگل میں پھنسے ہوئے یہ تمام لوگ درحقیقت ایسے بہانہ کی تلاش میں سرگرم رہا کرتے ہیں کہ شراب کی بوتل کے ساتھ شیطان کی ہم آغوشی اختیار کئے رہیں۔ اسی وجہ سے یہ لوگ اس قسم کی بیہودہ اور بے بنیاد باتیں اکثر کیا کرتے ہیں۔ اتفاق کی بات کہ قرآن مجید نے اس قسم کی شیطانی فکروں کو کچلنے کی خاطر شراب کے بارے میں ایک طرح سے لفظ ''حرام'' کا استعمال بھی کیا ہے کیونکہ ایک آیہ کریمہ میں ارشاد الٰہی ہوتا ہے۔ ''وَاِثْمُھما اکبر من نفعھما۔''[۷] یعنی الکوہل نوشی کو اثم کبیر کے ساتھ شمار کیا ہے۔

اور دوسری آیت میں تمام ''اثم'' کو حرام قرار دیتے ہوئے خداوند عالم کا ارشاد گرامی ہے ''قل انما حرم ربی الفواحش ماظھر منھا وما بطن والاثم۔''[۸] یعنی کہدو کہ

میرے پروردگار نے ظاہری اور باطنی فواحش اور جملہ " اثم " اور گناہوں کو حرام قرار دیا ہے۔

دوسری عبارت میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک آیت میں موضوع کو بیان کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ شراب نوشی کو حرام قرار دیا جاچکا ہے جو ایک طرح سے "اثم " ہے۔

کیا اس واضح بیان کے بعد بھی مغربی تہذیب کے متوالوں کو شراب نوشی جیسی لعنت اور دیگر فواحش کی تحریم کے سلسلے میں مزید شرعی احکام کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟

درحقیقت ہم لوگوں کو اس قسم کے استدلالوں کی قطعی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مذکورہ چار قرآنی آیات میں شراب کو " رجس " و " پلیدی " کو " میسر " و " قمار " اور شیطانی عمل کا ہم پلہ قرار دیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ اس عمل کو نجات کا دشمن اور بغض و عداوت کی ایجاد کا باعث بھی قرار دیا گیا ہے اور نہایت واضح انداز میں اس کو حرام اعلان کیا جاچکا ہے اور اس کی تحریم کے سلسلے میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی۔

اس جگہ اس بات کا ذکر کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے مذکورہ چار آیتوں کے ذریعہ اپنے معاشرہ کو اس پلید وفاسد چیز سے نجات فراہم کردی اور ان کا سماج شراب نوشی کی لعنت سے پاک ہوگیا اور لوگوں نے اپنی ایمانی طاقت کے ذریعہ اس الٰہی حکم کو نافذ کردیا لیکن مغربی دنیا کے پاس وسیع تبلیغاتی رسائل و امکانات موجود ہیں پھر بھی وہ اس قاتل زہر کی روک تھام میں اب تک پوری طرح ناکام ہے اور اس پر پابندی لگانے کے سلسلے میں اس کے جملہ اقدام پوری طرح بے اثر ثابت ہوچکے ہیں۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ امریکہ نے ۱۹۳۳ اور ۱۹۳۵ عیسوی کے دوران الکوہلی مشروبات پر پابندی لگانے کی بھرپور کوشش کی تھی لیکن اس کو دردناک حوادث کا سامنا کرنا پڑا اور آخرکار وہ اپنی کوشش میں پوری طرح ناکام ہوگیا جس کا تفصیلی ذکر تاریخی کتب میں موجود ہے۔

غزوہ ذات الرقاع:

عربی زبان میں لفظ " رقاع " کا مطلب پھٹی ہوئی جگہ پر لگنے والے " پیوند " ہیں۔ اس

مقدس جہاد کو "ذات الرقاع" اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس جنگ کے دوران مسلمانوں کو محاذ جنگ پر مختلف النوع پستیوں اور بلندیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے جو پیوند لگے ہوئے کپڑے کی طرح دور ہی سے دکھائی دینے لگتا ہے۔ اس جہاد مقدس کی وجہ تسمیہ کے سلسلے میں سایہ بھی کہا جاتا ہے کہ سپاہیوں نے پیادہ روی کی تکلیف سے بچنے کے لئے اپنے پیروں میں پرانے کپڑے لپیٹ رکھے تھے۔

بہر حال دیگر غزوات کی طرح یہ کوئی معمولی غزوہ یا ابتدائی جنگ نہ تھی بلکہ اس کا مقصد اس چنگاری کو پوری طرح بجھا دینا تھا جو لو پکڑنے لگی تھی۔ دوسری عبارت میں مقصد اسلام کے اس جوش وخروش کو نابود کرنا تھا جو غطفان کے "بنی محارب" اور "بنی ثعلبہ" نامی دو قبیلوں میں روز بروز پروان چڑھتا جا رہا تھا۔

پیغمبرؐ کی یہ سیرت تھی کہ وہ اچھی سوجھ بوجھ رکھنے والے افراد کو علاقے میں ادھر ادھر بھیج دیا کرتے تھے تاکہ وہ عام حالات سے انھیں باخبر رکھیں۔ اچانک انہیں یہ اطلاع ملی کہ مذکورہ دو قبیلے "مدینہ" پر فتح و کامیابی حاصل کرنے کے لئے اسلحوں اور سپاہیوں کو جمع کرنے میں سرگرم ہیں۔ پیغمبرؐ اپنی مخصوص جماعت کے ہمراہ "نجد" کی طرف روانہ ہوگئے اور دشمن کے علاقے کے قریب میں پڑاؤ ڈال دیا۔ سپاہ اسلام کی شجاعانہ سرگرمیوں نے اس زمانے میں پورے عربستان کو حیرت زدہ کر رکھا تھا۔ جیسے ہی دشمن کو پیغمبرؐ کی آمد کی اطلاع ملی وہ فوراً پیچھے ہٹ گئے اور مقابلہ وصف آرائی کے بجائے یہ لوگ علاقے کی اونچی اونچی چوٹیوں پر پناہ گزیں ہوگئے۔

لیکن پیغمبر اکرمؐ نے اس جنگی کارروائی کے دوران سپاہیان اسلام کے ہمراہ واجب نمازوں کے بجائے "صلوٰۃ خوف" قائم کی تھی اور سورہ نساء کی آیت ۱۰۲ کے ذریعہ مسلمانوں کو اس کی حقیقی کیفیت سے آگاہ بھی کر دیا تھا اسی وجہ سے یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ دشمنوں کے پاس کافی جنگی ساز وسامان موجود تھا اور معاملہ نہایت نازک منزل تک پہونچ چکا تھا لیکن آخر

کارکامیابی مسلمانوں کو ہی نصیب ہوئی۔

شجاعت وجوانمردی:

ابن الاسلام طبری"۹ اور" ابن ھشام" جیسے مفسرین اور ماہر سیرت نگاروں نے اس جنگ کے دوران رونما ہونے والے ایک ایسے واقعہ کا ذکر کیا ہے جس سے دشمن کے مقابلے میں پیغمبرؐ کی شجاعت وبہادری کا پتہ چلتا ہے اور ہم "غذوہ ذی امر" کے ذیل میں اسی طرح کے ایک واقع کا ذکر کر چکے ہیں ۱۰۔اسی وجہ سے سر دست اختصار کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اس واقعہ کا تذکرہ نہیں کیا جارہا ہے۔

حلیم محافظین:

اگر چہ سپاہیان اسلام اس غزوہ میں کسی قسم کی جنگ ونبرد آزمائی کے بغیر ہی مدینہ واپس آگئے تھے لیکن انھیں کچھ مال غنیمت حاصل ہوگیا تھا۔ ان لوگوں نے ایک وسیع گھاٹی میں رات بھر آرام کیا۔پیغمبر اکرمؐ نے اس گھاٹی کے دہانے پر دو بہادر نوجوانوں کو تعینات کردیا تھا کہ وہ گھاٹی کی حفاظت کا کام انجام دیں۔"عباد" اور "عمار" نامی ان دوسپاہیوں نے رات کو آپس میں تقسیم کرلیا اور اس بٹوارہ کے مطابق طے یہ پایا کہ ابتدائی نصف کے دوران "عبادہ" پہرہ دیں گے۔

قبیلہ غطفان' کا ایک شخص مسلمانوں کا تعاقب کررہا تھا۔ وہ مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کی فکر میں لگا ہوا تھا لیکن وہ مسلمانوں پر حملہ کرکے اپنی جان بچا کر بھاگ جانا چاہتا تھا۔ اس آدمی نے رات کی تاریکی سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔اور ایک کمین گاہ سے نماز میں مصروف پہرہ دار کو اپنے تیر کا نشانہ بنالیا۔ پہرہ دار اس حد تک مناجات الٰہی میں غرق تھا کہ اسے تیر کی سوزش بھی زیادہ محسوس نہ ہوئی۔ اس نے تیر کو اپنے پیر سے باہر نکالا اور دوبارہ نماز میں مشغول ہوگیا۔لیکن دشمن نے یکے بعد دیگرے لگاتار تین حملے کئے اور تیسری مرتبہ چوٹ اتنی گہری تھی کہ وہ اپنی نماز جاری نہ رکھ سکا اور بڑی تیزی سے رکوع وسجدہ ادا کرتے ہوئے

نماز تمام کردی اور اپنے ساتھی ''عمار'' کو خواب سے بیدار کیا۔

''عمار'' اپنے ساتھی ''عبادہ'' کی زخمی حالت دیکھ کر بے چین ہو گئے اور کہنے لگے ''تم نے مجھے اس وقت کیوں نہیں جگایا جب دشمن نے پہلی بار حملہ کیا تھا؟'' اس نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ''میں اپنے پروردگار کی مناجات میں لگا ہوا تھا۔ میں قرآن مجید کے ایک سورہ کی تلاوت کر رہا تھا کہ اچانک میرے پہلا تیر لگا۔ مناجات الٰہی کی غیر معمولی لذت کی وجہ سے میں نے نماز منقطع نہیں کی۔ اگر دل میں یہ خیال نہ ہوتا کہ پیغمبرؐ نے اس علاقے کی حفاظت کی ذمہ داری میرے سپرد کی ہے تو میں ہرگز تلاوت آیات الٰہی اور نماز منقطع نہ کرتا اور نماز کی حالت میں اپنی جان دیدیتا لیکن نماز ہرگز قطع نہ کرتا''۔[۱۱]

بدر دوم: ''جنگ اُحد'' کے خاتمہ پر ابوسفیان نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔

''اگلے سال اسی موقع پر ''بدر'' کے بیابان میں ہم لوگوں کا دوبارہ ٹکراؤ ہوگا اور اس وقت میں بڑے پیمانے پر انتقام لوں گا۔''

حکم پیغمبرؐ کے بموجب مسلمانوں نے دفاع کی تیاری کا کام مکمل کر لیا۔ دیکھتے دیکھتے ایک سال کی مدت گزر گئی۔ ابوسفیان'' جو قبیلہ قریش کا سردار تھا، اس مدت کے دوران مختلف النوع پریشانیوں میں گرفتار رہا۔ ''نعیم بن سعود'' دونوں گروہوں کا مشترکہ دوست تھا۔ وہ اس زمانے میں مکہ آیا ہوا تھا۔ ابوسفیان نے اس سے فوراً مدینہ واپس چلے جانے کا مطالبہ کیا تاکہ وہ محمد کو مدینہ سے باہر نہ نکلنے دے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ امسال ہم لوگوں کا مکہ ترک کرنا ممکن نہیں ہے اور ''بدر'' کے علاقے میں محمد کی فوجوں کی نمائش درحقیقت ہماری شکست کا باعث ہوگا کیونکہ ''بدر'' عربوں کا عام بازار ہے۔''

مقصد کچھ بھی رہا ہو بہر حال ''نعیم'' مدینہ واپس آ گئے لیکن ان کی باتوں کا پیغمبر اکرمؐ پر ذرہ برابر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ ڈیڑھ ہزار سپاہیوں، چند گھوڑوں اور تجارتی سامان کے ساتھ

ذیقعدہ مہینہ کے آغاز میں ہجرت کے چوتھے سال سرزمین بدر میں داخل ہوگئے۔ اس علاقے میں یہ سالانہ میلے کا موسم تھا۔ مسلمانوں نے اس میلے میں اپنا تجارتی سامان فروخت کیا اور خوب فائدہ بھی حاصل کیا۔ اسکے بعد اطراف سے جمع ہونے والے لوگ متفرق ہوگئے لیکن سپاہ اسلام پہلے کی طرح مکہ سے آنے والی فوج کا انتظار کرتی رہی۔

مکہ والوں کو یہ اطلاع مل چکی تھی کہ پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ سرزمین ''بدر'' میں داخل ہو چکے تھے اور اب سرداران مکہ کے پاس اس کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ کار نہ رہ گیا تھا کہ وہ اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کرتے ہوئے مکہ سے مدینہ کی طرف چل پڑیں۔ ابوسفیان بڑے سازوسامان کے ساتھ ''مرالظہران'' تک آیا لیکن بعد میں قحط وغلہ وغیرہ کو بہانہ بناتے ہوئے وہ آدھے راستے سے ہی واپس چلا گیا۔

سپاہ شرک کی واپسی اتنی نقصان دہ اور ذلت آمیز ثابت ہوئی کہ ''صفوان'' نے ابوسفیان'' سے اعتراض آمیز انداز میں کہا۔

''اس عقب نشینی کی وجہ سے ہم لوگ ان سبھی افتخارات وامتیازات سے محروم ہوگئے جو ہمیں ماضی میں حاصل ہوئے تھے۔ اگر تو نے پچھلے سال جنگ کا وعدہ نہ کیا ہوتا تو ہم لوگوں کو ایسی معنوی شکست کا منہ نہ دیکھنا پڑتا۔ ۱۲

چوتھی ہجری کے شعبان کے مہینے میں تیسری تاریخ پیغمبر اکرمؐ کے دوسرے نواسے یعنی حسین بن علیؑ نے اس دنیا میں قدم رکھا ۱۳ اسی طرح اسی سال حضرت علیؑ علیہ السلام کی والدۂ گرامی حضرت فاطمہ بنت اسد نے اس دارفانی سے انتقال فرمایا ۱۴ اور اسی سال پیغمبر اکرمؐ نے ''زید بن ثابت'' کو حکم دیا کہ وہ یہودیوں سے سریانی رسم الخط سیکھیں۔ ۱۵

حوالے :

۱۔ ۱۳۶۹ ھ ش میں الکوحل مخالف بین الاقوامی تنظیم کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر آرشی ٹونک ایران تشریف لائے اور اس بات سے بہت خوش ہوئے کہ اسلامی احکام کے بموجب

نشہ آور چیزوں کا استعمال ممنوع ہے۔

الکوحل کے بارے میں اسلامی نظریات سے مکمل واقفیت کی غرض سے انہوں نے اس زمانے میں دنیائے تشیع کے قائد عظیم المرتبت آیت اللہ العظمٰی بروجردی قدس اللہ سرہ کے ساتھ ملاقات وگفتگو کی خواہش ظاہر کی اور تہران میں مقیم اصفہان کے ماہر ڈاکٹروں کے ہمراہ قم آگئے اور آیت اللہ بروجردی کی اجازت سے انہیں کے گھر پر ایک جلسہ منعقد ہوا۔

اس جلسہ میں حضرت استاد علامہ طباطبائی بھی موجود تھے۔ بندہ ناچیز اور میرے والد محترم حضرت حجت الاسلام آقای حاج میرزا محمد حسین خیابانی (دام ظلہ) ملاقات کی غرض سے پہلے ہی وہاں موجود تھے چنانچہ اس جلسہ میں شرکت کا موقع بھی حاصل ہوگیا۔

ڈاکٹر آرشی نے آیت اللہ بروجردی سے پہلا سوال یہ کیا کہ اسلام نے الکوحلی مشروبات کے استعمال کو ممنوع کیوں قرار دیا ہے۔ آیت اللہ بروجردی نے نشہ آور مشروبات کی ممنوعیت کے مختلف اسباب وعوامل کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف اس بات پر زور دیا کہ الکوحل انسانی عقل وخرد کو، جو تمام دیگر مخلوقات پر انسان کے لئے سرمایہ عظمت وفضیلت ہے۔ پوری طرح نابود کردیتی ہے اور مذکورہ بالا عبارتوں میں اس کی مکمل وضاحت پیش کی جاچکی ہے۔

۲۔ سورہ نحل ۶۸

۳۔ سورہ بقرہ ۲۱۹

۴۔ سورہ نساء آیت ۴۳ اور سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۱۲۸

۵۔ سورہ مائدہ آیت ۹۰

۶۔ مستدرک جلد ۳ ص ۱۴۳ اور ''روح المعانی جلد ۷ ص ۱۵

۷۔ سورہ بقرہ آیت ۲۱۹

۸۔ سورہ اعراف آیت ۳۳

۹۔ سیرہ ابن ہشام جلد ۲ ص ۲۰۵، مجمع البیان جلد ۳ ص۔ ۱۰۳

۱۰۔فروغ ابدیت جلد ۲ ص ۱۴۴

۱۱۔سیرۂ ابن ہشام جلد ۲ ص ۔ ۲۰۸، ۲۰۹

۱۲۔مغازی واقدی جلد ۱ ص ۳۸۴۔۳۹۰، یہ واقعہ ہجرت کے ۴۰ ویں ماہ

رونما ہوا۔

۱۳۔تاریخ الخمیس جلد ۱ ص ۔۴۶۷

۱۴۔ایضاً

۱۵۔امتاع الاسماع ص ۱۸۷ اور تاریخ الخمیس جلد ۱ ص ۴۶۴

☆☆☆☆☆